صد سالہ جوبلی کے سلسلہ میں ہونے والی تقریبات کا ذکر اور خدا کے فضلوں کا تذکرہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱/اپریل ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ صد سالہ جشن تشکر کی جو رپورٹیں دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی بہترین توقعات سے بہت بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے جماعتی تقریبات کو اپنے فضل سے نوازا اور برکتیں عطا فرمائیں۔ اگرچہ یہ رپورٹیں ابھی دنیا کے تقریباً 1/10 ممالک سے ملی ہیں یعنی ایک اندازہ ہے، کم وبیش دسواں حصہ رپورٹوں کا موصول ہوا ہے اور باقی رپورٹیں کچھ بن گئی ہوں کچھ رستے میں ہوں گی لیکن تمام رپورٹوں میں بلا استثناء اس حیرت کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تقریبات کو اتنی مقبولیت عطا ہوگی اور اس کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ کا پیغام تمام ملک ملک کے کونے کونے میں پہنچ جائے گا۔ ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ جن جن ممالک میں ریڈیو موجود تھے یعنی ریڈیو کا نظام موجود تھا وہاں ہماری کوششوں کے بغیر ایک دم ریڈیو والوں نے رابطے پیدا کئے اور جہاں جماعتیں سمجھتی تھیں کہ ہماری آواز اس ملک کے اس حصہ میں پہنچ سکتی نہیں کیونکہ اس سے پہلے ان کا رویہ نہ صرف غیر دوستانہ تھا بلکہ بعض جگہ معاندانہ بھی تھا۔ تو ان کی رپورٹوں سے پتا چلتا ہے کہ ہم حیران رہ گئے کہ وہ ریڈیو جو پہلے معاندانہ پراپیگنڈے میں خاص طور پر آگے اور نمایاں تھے انہوں

نے اچانک اپنا رویہ تبدیل کیا اور خود ہم تک پہنچ کر وہ پیغام لیا جو صد سالہ جوبلی کا میں نے اپنی آواز میں بھروایا تھا اور جماعت احمدیہ کے متعلق دوسری معلومات لے کر انہیں کثرت کے ساتھ نشر کرنا شروع کیا اور جہاں ٹیلی ویژن تھی وہاں خلاف توقع ٹیلی ویژن والوں نے کثرت کے ساتھ جماعت کے پروگرام نشر کئے اور پھر ایک ملک کے حصے سے دوسرے ملک کے حصے کے ٹیلی ویژنوں نے ان کو پکڑا اور پھر اس کو آگے پہنچایا اور تمام ملک کے کونے کونے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں جہاں ٹیلی ویژنز موجود تھے وہاں ٹیلی ویژنز کے ذریعے جماعت کا پیغام پہنچا۔

ہندوستان کے متعلق خود قادیان کے پہلے اندازے یہ تھے کہ اتنا بڑا ملک ہے اور تقسیم کے بعد کیونکہ تناسب کے لحاظ سے جماعت کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی ہے اس لئے ہمارا اس ملک سے کوئی اثر و رسوخ نہیں ہے اور ہم دہلی سے درخواست تو کر رہے ہیں اور اسی طرح جالندھر والوں سے درخواست کر رہے ہیں لیکن ہمیں یہ توقع نہیں کہ ہم سے بھر پور تعاون ہوگا اس لئے ایک آدھ خبر میں بھی اگر ذکر آجائے تو ہم ممنون ہوں گے۔ یہ تمہید باندھ کر انہوں نے یہ درخواست کی کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم لکھوکھہا روپیہ خرچ کر کے بعض ٹیلی ویژنز اور بعض ریڈیو اسٹیشنز کو اس بات پر آمادہ کریں کہ اشتہار کے طور پر ہمارا ذکر کر دیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ایک پیسہ بھی اشتہار پر خرچ نہیں کرنا یا تو جماعت کا رسوخ ہو اور اس رسوخ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بعض ممالک کے متعلقہ شعبے تعاون کریں یا پھر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے۔ اشتہار بازی کے پراپیگنڈے کا میں قائل نہیں ہوں۔ چنانچہ ایک پیسے کی بھی میں نے ان کو اشتہار بازی کی اجازت نہیں دی لیکن جو واقعہ گزرا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ ہندوستان کے کونے کونے سے یہی خبریں مل رہی ہیں کہ ٹیلی ویژن والے خود پہنچے اور اتنی تشہیر کی اور بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری تصویر دکھائی گئی اور ایسے اچھے انداز میں ذکر ہوا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت جب یہ نظارے دیکھتی تھی تو زار زار خوشی سے روتی تھی کہ کہاں ہم اور کہاں ہماری کوششیں اور کہاں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو ٹیلی ویژن پر دیکھتے تھے تو دل بلیوں اچھلتے تھے اور بے اختیار ہو جاتے تھے بچے، بڑے، مرد، عورتیں سارے خوشی سے زور زور سے روتے تھے۔ کہتے ہیں ایسا نظارہ ہم نے دیکھا ہے کہ ساری زندگی میں وہم وگمان میں

بھی نہیں تھا کہ اتنی عظیم روحانی مسرتیں ہمیں نصیب ہوں گی۔ اور پھر ایک جگہ یہ واقعہ ہوا اس ٹیلیویژن نے دوسرے ٹیلی ویژن کو یہ اپنی فلمیں بھجوائیں انہوں نے ان کو دکھایا۔ پھر انہوں نے سنٹر میں بھجوائیں انڈیا کے دہلی میں اور دہلی سنٹرل ٹیلی ویژن یا نیشنل ٹیلی ویژن نے پھر ان نظاروں کو دکھایا اور سارے ملک میں اس کا چرچا ہوا اور یہاں تک کہ بمبئی میں جہاں کی جماعت کی تعداد بہت ہی مختصر، بہت ہی چھوٹی ہے اور بہت بڑا شہر ہے۔ ایک عظیم الشان شہر ہے۔ بمبئی کے بعض حصے تو یورپ کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ شہروں کا مقابلہ کرتے ہیں اور بعض حصے اتنے پسماندہ ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت وہاں جانوروں سے نچلی سطح پر بس رہی ہے اور بے شمار انسان ہے جو کہ سڑکوں پر پھیلا پڑا ہے۔ وہیں رہتا ہے، وہیں سوتا ہے، وہیں جاگتا ہے، وہیں اپنی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس پہلو سے بھی وہاں کوئی حیثیت نہیں جماعت کی جہاں دس دس پندرہ پندرہ لاکھ کے جمگھٹ ہیں سڑکوں پر بسنے والے وہاں جماعت کا نام ہی نہیں پہنچ سکتا، کوئی سن ہی نہیں سکتا ان علاقوں میں جماعت کو رسائی نہیں ہے اور جہاں اتنی دنیاوی عظمتیں ہوں اور شانیں ہوں وہاں بھی جماعت کو کوئی حیثیت نہیں دی جاتی لیکن مجھے جو رپورٹ کل ملی ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ مسلسل تین دن تک ٹیلی ویژن پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور پھر میرا پیغام اور تصویر کے ساتھ پھر بار بار جماعت کے تذکرے، جماعت کے جو غیر معمولی کام ہیں بنی نوع انسان کی خدمت کے سلسلے میں، جماعت کے مقاصد کیا ہیں اور جماعت کے عقائد کا باقیوں سے فرق کیا ہے؟ کون سے اصول ہیں جن پر جماعت ہمیشہ سے قائم ہے؟ کیا کیا عظیم قربانیاں دیتی رہی ہے اور دیتی چلی جارہی ہے؟ یہ تمام باتیں بار بار دہرائی گئیں۔ تو یہ رپورٹیں ہمیں بتارہی ہیں کہ یہ خدا کے فضل کے ساتھ آسمان کی تحریک ہے انسانوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

افریقہ کے بعض ایسے ممالک جہاں سوائے ہماری دشمنی کے اور کوئی پراپیگنڈا کرنے کی اجازت نہیں تھی، جہاں ہمارے مبلغ کو قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑتی تھیں ادنیٰ سی بات کے اوپر ان کو جیلوں میں گھسیٹا جاتا تھا اور بہت ہی تکلیفیں دی جاتی تھیں ایسے بھی بعض ممالک ہیں افریقہ میں اور اچانک وہاں کایا پلٹ گئی، فضا تبدیل ہوگئی اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن تو وہاں نہیں ہے غالباً لیکن ریڈیو اور اخبارات نے بہت نمایاں طور پر جماعت کی خبریں نشر کرنا شروع کردیں۔

یہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ساری دنیا میں جو تحریک چلی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجے میں ہے۔ جماعت کی کوششوں کا اگر کوئی دخل ہے تو صرف اتنا کہ جماعت دردمندانہ دعائیں کرتی رہی۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تدابیر کو اختیار کرنا ہمارا فرض ہے، تدابیر کو حد امکان تک آگے بڑھانا اور کوشش کو اس کے منتہا تک پہنچا دینا یہ ہمارا فرض ہے لیکن تدبیروں میں سب سے اعلیٰ تدبیر دعا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر یہ نقطہ کھولا اور بار بار کھولا کہ دعا کو تدبیر سے الگ نہ کرو۔ دعا تدبیر کا حصہ ہے اور تدبیروں میں سے سب سے اعلیٰ درجہ کی تدبیر دعا ہے۔ **کیونکہ تدبیر کے نتیجے میں عام تدبیر کے نتیجے میں تقدیریں نہیں بدلا کرتیں لیکن دعا ایک ایسی تدبیر ہے کہ جو تقدیروں کو تبدیل کر دیا کرتی ہے۔ پس اس سے زیادہ اعلیٰ پایہ کی تدبیر ممکن نہیں ہے جس کا براہ راست تقدیر الٰہی سے گہرا تعلق ہے۔** اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ جماعت کو یہی نصیحت کی کہ تمام تدابیر میں دعا کی تدبیر کو سب سے زیادہ اہمیت دو اور اسلام کی عظیم الشان ترقی کا اور اسلام کے عظیم الشان غلبے کا یہی تجزیہ پیش فرمایا کہ یہ فانی فی اللہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے اسلام کے عظیم الشان غلبہ کا معجزہ دکھایا۔

پس آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے جو یہ غیر معمولی خدا کے فضلوں اور رحمتوں کے نظارے دیکھ رہے ہیں اور یہ دیکھ رہے ہیں کہ گویا آسمان کی تقدیر ہم پر رحمتیں برسانے کے لئے جھک گئی ہے جس طرح کوئی رحمت کی گھٹا آتی ہے اور جب وہ پانی سے بوجھل ہو جاتی ہے تو زمین کی طرف جھک جاتی ہے۔ بعض دفعہ یوں لگتا ہے کہ آسمان سے بادل اتر آئے ہیں اور ہمارے گھروں میں داخل ہو گئے ہیں۔ پس یہ وہ دور ہے جس میں ہم نے خدا کی رحمت کو اس طرح گھٹاؤں کی طرح اور بوجھل گھٹاؤں کی طرح اپنے اوپر اترتے دیکھا ہے اور ہر ملک میں جماعت احمدیہ یہی مشاہدہ کر رہی ہے اور یہی جو نظارے ہیں یہ خالصۃً دعاؤں کے نتیجے میں ظاہر ہوا کرتے ہیں اور دعاؤں کی مقبولیت کا نشان ہوا کرتے ہیں۔ پس اس اصل کو اس بنیاد کو کبھی بھی بھلانا نہیں ہے اور اس اصل اور اس بنیاد سے کبھی ٹلنا نہیں ہے۔ ہمارا سب سے بڑا ہتھیار دعا ہے۔

اس ضمن میں میں اہل پاکستان کو بھی متوجہ کرتا ہوں۔ ان کو بھی جو دوست ہیں اور ان کو بھی

جو دشمن ہیں۔ کہ تم دنیاوی تدابیر سے ہماری شکست کے خواب تو دیکھ سکتے ہو لیکن وہ بھی درست نہیں وہ بھی پورے نہیں ہوں گے کیونکہ مومن کی فراست کی تدابیر تمہاری تدابیر پر غالب آنے کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ مومن کی فراست والی تدابیر پر تمہاری تدابیر کو غلبہ نصیب نہیں ہو سکتا لیکن یہ وہم تو پھر بھی تم اپنے دل میں رکھ لو پال لو کہ طاقتور تدابیر کے ذریعے تم ہماری تدابیر کو ناکام بناؤ گے لیکن اپنی تدابیر کے ذریعے تم خدا کی تقدیر کو کیسے ناکام کر سکتے ہو؟ بالکل بے بس اور بے اختیار ہو کر رہ گئے ہو تم آج۔ کوئی تمہاری پیش نہیں جاتی۔ زیادہ سے زیادہ تیر جو تم نے مارا ہے وہ اہل ربوہ کی خوشیاں ان کے دلوں سے نوچنے کی کوشش کی ہے۔ اب تمہارے دل گواہ ہیں کہ تم اس میں ناکام رہے ہو۔ جو آگ لگی ہے، وہی آگ بھڑکی ہے ننکانہ صاحب اور بعض دوسری جگہوں پر۔ **وہ آگ گواہ ہے کہ خدا کی قسم تم ناکام کر دیئے گئے اور نامراد بنا دیئے گئے ہو۔ کوئی تدبیر تمہاری کامیاب نہیں ہوئی اور اہل ربوہ کو میں یہ کہتا ہوں کہ جب تم یہ نظارے دیکھو گے کہ تمام دنیا سے اکٹھے ہو کر تمہارے لئے پیش کئے جائیں گے تو وہ تھوڑا سا غم جو تمہارے دل کو لگا تھا تم اس کو بھی بھلا دو گے اور خدا کے حضور شکرانے کے آنسو برساؤ گے کہ اے خدا ہمارے دل میں اگر شکوے کی میل آئی بھی تھی تو ہمیں معاف فرما دے اس کثرت سے تم نے فضل فرمائے ہیں اور اس کثرت سے فضل فرماتا چلا جا رہا ہے** کہ اس راہ میں ایک چھوٹا سا کانٹا چب جائے تو اس پر انسان شکوے لے کر بیٹھ جائے اور منہ بسور کے کہے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو گیا؟ ہم نے اتنی دیر تیاری کی تھی، ہمارے قمقمے نہیں جل سکے، ہماری جھنڈیاں نہیں لگائی جاسکیں وہ کیا صدمہ ہے؟ ان خوشیوں کو دیکھو جو سارے عالم پر محیط ہو گئی ہیں۔ ان کامیابیوں کو دیکھو جو جماعت کو دنیا کے ہر ملک میں کونے کونے میں نصیب ہو رہی ہیں۔ جن کی تفاصیل کا بتانے کا تو یہ وقت نہیں ہے اور کچھ تو انشاء اللہ ویڈیوز اور کیسٹس کی صورت میں اور بڑے خوبصورت رسالوں کی صورت میں اور کتابوں کی صورت میں جماعت تک پہنچیں گی لیکن میں ایک چھوٹی سی جھلکی آپ کو بتاتا ہوں۔ ایک اور جھلکی بتاتا ہوں یعنی دکھاتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ کس طرح جماعت کے دل ان نظاروں کو دیکھ کر خدا کے حضور جذبہ تشکر سے جھکتے تھے اور بے اختیار ان کی آنکھوں سے شکر کے آنسو بہتے تھے۔

کینیڈا میں جو مرکزی تقریب ہوئی جشن تشکر کے سلسلے میں وہاں ایک تو پرائم منسٹر کا پیغام بھی سنایا گیا دوسرے بڑے بڑے لوگ حاضر ہوئے اور بڑی فراخدلی کے ساتھ جماعت کی عظمتوں کا

اقرار کیا لیکن جو سب سے زیادہ جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والی بات تھی وہ یہ تھی کہ ایک وزیر نے مڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کو دیکھا اور آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے آج سے ایک سو سال پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا آج میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص سچا تھا اور واقعۃً اس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات پوری ہوگئی اور ایک شخص نے کہا کہ غالباً وہ وزیر تھا یا کوئی اور نمائندہ اس نے کہا کہ تم آج کی ایک صدی کے آخر پر تو دیکھ رہے ہو کہ کیا ہو رہا ہے دنیا میں مگر تم اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ اگلی صدی کے آخر پر خدا تعالیٰ کے کتنے فضل تمہارے انتظار کر رہے ہوں گے۔ ایسے واقعات ایک ملک میں نہیں ہوئے ملک ملک میں، دیس دیس میں خدا کے فضل اسی طرح نازل ہوئے ہیں اور غیروں نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تحریک کے تابع، اس کے فرشتوں کی تحریک کے تابع جماعت احمدیہ کی عظمت اور اسلام کی عظمت اور سربلندی کا اقرار کیا ہے۔

پس یہ ساری خبریں جب اکٹھی ہوں گی تو ایک وقت میں تو بتائی بھی نہیں جا سکتیں اور ایک وقت میں ہمارے دل برداشت نہیں کر سکتے۔ پتا نہیں کتنے سال تک اس کے تذکرے اور چلنے ہیں لیکن ابھی تو یہ آغاز ہے اور میں آپ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جشن کے چند دن نہیں تھے ایک پورا سال ہم نے ان جشنوں کو منانے کا مقرر کیا ہے ایک جشن نہیں ہے بے شمار جشن ہیں۔ گزشتہ سو سال کا ہر سال ایک جشن کا پیغام لے کر آیا تھا۔ کون سا ایسا سال ہے جس میں آپ نے اللہ کے فضلوں کے نظارے نہیں کئے، کون سا ایسا سال ہے جو شکر کے لئے اپنی طرف متوجہ نہیں کر رہا۔ پھر ہر سال کے مہینے تھے ہر مہینے میں خدا کے فضل نازل ہوتے دیکھے گئے۔ پھر ہر مہینے کے ہفتے تھے اور ہر ہفتے کے دن اور پھر راتیں۔ کوئی ایک لمحہ بھی ان دنوں، ان راتوں ان ہفتوں، مہینوں اور ان سالوں کا ایسا نہیں جس میں خدا تعالیٰ نے جماعت کے اوپر اپنے احسانات اور فضلوں کی بارشیں نہ برسائی ہوں۔ تو ایک جشن تو نہیں ہے۔ یہ تو انگنت جشن ہیں جو ہم نے منانے ہیں اور اس سال کے اندر جو ہم نے پروگرام بنائے ہیں وہ ان عظیم جشنوں کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتے لیکن وہ پروگرام بھی جو ان جشنوں کے مقابل پر ان جشنوں کا حق ادا کرنے کا جہاں تک تصور ہے ان کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں اتنے ہیں کہ جماعت کو ان کو منانے کے لئے پوری ہمت درکار ہوگی، بڑی محنت کرنی

پڑی گی، منصوبے بنانے ہوں گے، کوششیں کرنی ہوں گی۔ یہ چند دن کی بات نہیں ہے سارا سال ابھی ہمارے کام باقی ہیں اور جس طرح ہم نے دنیا کے سامنے جماعت کے حالات پیش کرنے ہیں اس کے منصوبے بھی بڑی دیر سے تیار ہوئے ہیں اور ان کے اوپر عمل درآمد ہو رہے ہیں۔ کچھ حصے ایسے ہیں جن پر عمل مکمل ہو گئے کچھ حصے ہیں جن پر دوران سال عمل ہوتے رہیں گے لیکن جس جس حصے کو بھی مکمل کیا جائے گا اس کے ساتھ جماعت کے کام کا آغاز ہوگا اور ایسا کوئی کام نہیں ہے جو مکمل ہو تو اختتام کو پہنچے۔ ہر کام اس رنگ کا ہے کہ جب وہ مکمل ہوگا تو کام کا آغاز کرنے والا ہوگا مثلاً ایک سو سے زائد زبانوں میں جو قرآن کریم کے تراجم کئے گئے مکمل یا بعض حصوں کے، تقریباً ایک سو اٹھارہ زبانوں تک تو بات پہنچ چکی ہے۔ ابھی اور بھی کوشش کر رہے ہیں اسی طرح احادیث نبویہؐ کے تراجم اتنی ہی زبانوں میں کئے گئے یا کئے جارہے ہیں اور اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے جو تراجم ہیں ان کا ابھی ایک حصہ جماعتوں تک پہنچ سکا ہے اور باقی جیسے کہ کہا جاتا ہے پائپ لائن میں ہے یعنی ابھی یا تو پریس میں جا چکا ہے یا آخری اس کی نوک پلک درست کرنے والی باقی تھی اس کی طرف توجہ کی جارہی ہے۔

خواہش اور کوشش تو یہی تھی کہ ۲۳ / مارچ تک یہ کام مکمل ہو جائیں اور جماعتیں اپنے ہاں نمائشوں میں ان کو سجا سکیں لیکن بہت سی مشکلات درپیش تھیں۔ ایک سو بیس ممالک کی ایک سو بیس زبانوں میں یا چند اس سے کم ممالک کی ایک سو بیس زبانوں میں تراجم کرنا اس کے لئے مناسب آدمی تلاش کرنا پھر ترجمے کی یعنی مضمون کی عظمت کے لحاظ سے جو احتیاطیں ضروری ہیں ان کو اختیار کرنا، بار بار دہرائی کرنا اور عالم تلاش کر کے ان سے رائے معلوم کرنا بہت بڑا کام ہے اور بعض جگہ اور بھی ایسی مشکلات درپیش تھیں جن کے اوپر ہمارا کوئی اختیار نہیں تھا مثلاً افریقہ کی بہت سی ایسی زبانیں ہیں جن کو پرنٹ کرنے کا کوئی انتظام نہیں اور ایک ایک لفظ کو خود اپنے ہاتھ سے کاغذ پر اتارنا پڑتا ہے یا نقش جمانا پڑتا ہے۔ پھر ماہرین بہت کم ہیں ان زبانوں کے۔ بعض زبانوں میں تو بہت ہی محنت کے بعد مشکل سے کوئی ماہر ملا۔ پھر جماعت کا کوئی ایسا شخص ڈھونڈنا پڑتا ہے جو صاف لکھے یہ احتیاط کرے کہ ترجمے میں غلطی نہ کر رہا ہو کوئی اور پھر اس کے بعد اس کی کتابت کے مسائل پھر آگے پریس نہیں ملتا۔ پریس والے کہتے ہیں ان حروف کو چھاپنے کے لئے ہمارے پاس کوئی انتظام نہیں ہے۔ کئی قسم کی

دقتیں ہیں لیکن بہر حال اللہ کے فضل سے یہ دقتیں حل ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ ۲۳ / مارچ تک تو ہم اس کام کا 1/3 حصہ بھی جماعت تک نہیں پہنچا سکے لیکن یہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ کام ہو چکے ہیں۔ جو وقت طلب اور دقت طلب باتیں تھیں وہ حل ہو چکی ہیں۔ اب صرف آخری چھپنے کی رسوم باقی رہ گئی ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیزی کے ساتھ جاری ہیں اور اگلا قدم جو ہے بھجوانے کا وہ بھی کافی دقت والا قدم ہے اور کافی خرچ چاہتا ہے۔ شپمنٹ اگر بھجوائیں تو اس میں بعض ممالک میں تین تین مہینے لگ جاتے ہیں۔ اگر ہوائی جہاز کو استعمال کیا جائے تو جتنی کتابیں ہم بھجوانا چاہتے ہیں اس کے اخراجات بہت زیادہ اٹھتے ہیں۔ بعض جگہ طباعت سے بڑھ کر اس کے اخراجات آجاتے ہیں۔ یہ ساری دقتیں ہیں ان کو ملحوظ رکھ کر بعض فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ کہیں وقت کو قربان کر کے پیسے بچائے جاتے ہیں کہیں پیسے قربان کر کے وقت بچایا جاتا ہے لیکن باقاعدہ پوری ہوش مندی کے ساتھ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے عقل عطا فرمائی ہے یا ہمت عطا فرمائی ہے ہم اس کام پر مستعدی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور میں جماعتوں کو مطلع کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال کے آخری حصے تک یہ سارا کام مکمل ہو چکا ہوگا لیکن جو کتابیں آپ تک پہنچ رہی ہیں ان کے متعلق آپ ساتھ ساتھ کام شروع کر دیں اور انتظار نہ کریں کہ یہ مکمل ہو تو پھر آپ نمائشیں لگائیں۔ کیونکہ سارا سال آپ نے کثرت کے ساتھ دوستوں کو یہ کام دکھانے ہیں اور اختتام تک اگر آپ نے تکمیل کا انتظار کیا تو پھر سال کا اکثر حصہ آپ کے ہاتھ سے نکل چکا ہوگا اور یہ ایسا کام نہیں ہے جس کو ایک دم ہزار ہا آدمیوں کو دکھایا جا سکے۔ یہ کام ایسا ہے جو مستقل، مسلسل محنت چاہتا ہے اور ہر ہفتے جماعت کو کام کرنا ہوگا اور اس کے لئے باقاعدہ گروہ بندیاں کرنی ہوں گی، چھوٹے چھوٹے طبقوں میں ان لوگوں کو تقسیم کرنا ہوگا جن کو آپ نے یہاں بلانا ہے اور جن کو جماعت کے کاموں سے متعارف کروانا ہے۔ پھر ان کے ساتھ رابطے پیدا کرنا، ان کو دعوتیں دے کر سارے سال کا پروگرام بنانا اور اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے ان کے ساتھیوں کی دیکھ بھال، آؤ بھگت کے لئے ٹیمیں مقرر کرنا، ان مشہور ہستیوں کے لئے جو اس موقع پر آپ سے تعاون کرتی ہوئی خوشی سے آنا قبول فرمائیں، ان کے لئے مناسب پبلسٹی کا انتظام کرنا۔ بعض ایسے لوگ بھی آئیں گے جن کے اوپر خود ٹیلی ویژن چاہے گی کہ ہمیں وقت پہ اطلاع دی جائے تا کہ ہم حاضر ہوں۔ تو اسی طرح ریڈیو والے بھی ہوں گے، اخبار جن کو کور کرنا چاہیں گے، ایسے لوگ

بھی ہوں گے۔ بہت بڑا کام پڑا ہوا ہے۔

اس کے علاوہ ایک کام ایسا ہے جس کے متعلق پہلے بھی میں نے متوجہ کیا تھا لیکن ابھی تک عام ممالک سے جو اطلاعیں آ رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغام پوری طرح سمجھا نہیں گیا۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ہر ملک میں دنیا کے بہت سے ممالک کے نمائندے موجود ہیں اور جب آپ کو ایک سو اٹھارہ یا اس سے زائد زبانوں میں اسلام کے متعلق لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے صرف یہ تین چیزیں ہیں جو میں نے بیان کی ہیں اور بھی کثرت کے ساتھ لٹریچر ہے جو بھجوایا جا رہا ہے اور کوشش یہ ہے کہ ان نمائشوں میں دنیا کی تمام اہم زبانوں سے متعلق اسلام کا پیغام پہنچایا جا سکتا ہو اور مختلف مضامین پر ان میں جو کچھ بھی سلسلے کا لٹریچر شائع ہوا ہے پہلے یا اب ہو رہا ہے وہ مہیا کیا جائے۔ تو ایک بہت بڑی نمائش بن جاتی ہے۔ اب اس کو آپ اگر صرف نمائش کے طور پر رکھ لیں اور ایک ملک کے لوگوں کو دکھائیں جس ملک میں آپ رہتے ہیں تو باقی زبانوں سے تو ان کو دلچسپی بھی کوئی نہیں ہوگی وہ صرف ایک تحسین کے رنگ میں نظر ڈال لیں گے اس سے زیادہ فائدہ نہیں ہوگا لیکن آپ کا کام ہے کہ تلاش کریں کہ مختلف زبانیں بولنے والے کون سے طبقات آپ کے ملکوں میں رہتے ہیں۔ Ambassies ہے مثلاً، تاجر ہیں بہت سے ممالک کے جو مختلف ممالک میں اپنی اغراض کی خاطر پہنچے ہوئے ہیں وہاں انہوں نے ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں سے رابطے کرنا اور رابطے کے وقت ان کی اپنی زبان کے تحفے ان کی خدمت میں پیش کرنا اور ان کو بتانا کہ دیکھیں آپ کی زبان کو بھی ہم نے کور کیا ہے۔ اس سے طبیعتوں میں بہت خوشی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں بھی حکمت کے ساتھ جماعت نے یہ تجربے کئے ہیں ان کی رپورٹیں بڑی خوشکن موصول ہو رہی ہیں۔ عام طور پر رشیا کو جماعت احمدیہ کے متعلق کوئی خاص واقفیت نہیں ہے۔ بہت ہی کم ہے اگر ہے تو۔ لیکن ہر جگہ سے یہ رپورٹ ملی ہے کہ جہاں بھی ہم نے رشین قرآن کریم یعنی رشین زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ پیش کیا وہاں ایمبیسی کا سٹاف تھا یا تاجر تھے انہوں نے حیرت انگیز خوشی کا اظہار کیا اور نہ صرف یہ کہ مطالبہ کیا اور تراجم کا بلکہ خود خواہش ظاہر کی کہ ہمیں بھی بلاؤ وہاں اور دکھاؤ کیا کیا کچھ ہو رہا ہے۔

اسی طرح ایسٹرن یورپین ممالک کے متعلق بھی اسی قسم کی اطلاعیں مل رہی ہیں کہ ایسے ایسے ممالک جہاں جماعت کا کبھی تذکرہ ہی نہیں ہوا تھا کبھی مثلاً بلغاریہ ہے اور ویسے بھی وہ مسلمانوں کے

شدید مخالف ہے ریاست کے طور پر لیکن وہاں جب جماعت کی خبر پہنچی اور لٹریچر دکھایا گیا تو ایمبیسیڈر صاحب نے خود خواہش کا اظہار کیا کہ آپ کے مبلغ مجھے آ کر ملیں میں تو حیران رہ گیا ہوں یہ دیکھ کر اور جب وفد گیا تو اس ملاقاتوں کے نتیجے میں انہوں نے خود اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ تو ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ ہم پسند کریں گے کہ ہمارے ملک میں کثرت سے اس کا تعارف کروایا جائے اور ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں کہ وہاں عوام تک یہ بات پہنچے۔ تو کوشش باقی ہے ابھی اور بڑی تفصیلی کوشش باقی ہے۔ جو پہلی محنت ہے وہ اگلی کوشش کے لئے ایک غذا کے طور پر ہے اور اصل کام یعنی اس محنت کو آگے پہنچانا اور اس سے استفادہ کرنا یہ سارا ابھی باقی پڑا ہوا ہے۔

بعض مبلغ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ہیں کہ ان کو ایک دفعہ جب بات پہنچ جائے تو وہ پھر اس کو فراموش نہیں ہونے دیتے اور بعض ایسے ہیں جو فراموش تو نہیں کرتے لیکن رسمی طور پر اس کا حق ادا کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو آیت ہے قرآن کریم کی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ: ۲۸۷) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی توفیق تو پہلے ہی چھوٹا سمجھ لیں اور پھر یہ کہیں کہ ہماری تو توفیق ہی اتنی تھی۔ جب ان سے پوچھا جائے کہ میاں یہ کام آپ نے کیوں نہیں اس حد تک کیا تو کہتے ہیں دیکھیں ہماری توفیق جتنی تھی وہ ہم نے کر دیا۔ اس سے بڑھ کر تو خدا بھی ہمیں مکلّف نہیں کرتا آپ کیسے کر سکتے ہیں؟ لیکن یہ تو درست ہے کہ جسے خدا مکلّف نہیں کرتا اسے بندہ کہاں مکلّف کر سکتا ہے **لیکن خدا نے جو توفیق دی ہوئی ہے جماعت احمدیہ کو اسے چھوٹا سمجھنا بہت ہی بڑی بیوقوفی ہے۔ بہت عظیم الشان توفیقیں عطا فرمائی ہیں۔** اس سے پہلے بھی میں نے یہ مضمون کھولا تھا جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب آپ تنہا تھے، ایک تھے یہ فرمایا گیا کہ ساری دنیا کو تم نے فتح کرنا ہے اور ساری دنیا کے دل جیت کے میرے قدموں میں ڈالنے ہیں۔ تو کیا اس وقت یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا کا مضمون کہاں خدا بھول گیا؟ ایک شخص کے نازک کندھوں کے اوپر یہ بوجھ ڈال رہا ہے کہ آج کی دنیا نہیں بلکہ ساری دنیا، رہتے وقتوں تک کی دنیا کے لئے تم نے یہ سارا کام کرنا ہے لیکن خدا جانتا تھا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو توفیق ہے اور آپ کی توفیق کا راز یہ ہے کہ وہ بڑھنے والی توفیق ہے، پھیلنے والی توفیق ہے، کام کے ساتھ ساتھ آگے آگے چلتی چلی جاتی ہے اور جتنا اس تھیلی میں ڈالو اتنا ہی وہ وسیع تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ کہانیوں میں تو آپ نے سنا ہوا تھا کہ عمرو عیار

کی ایک زنبیل ہے جس میں جتنا ڈال دو وہ سمیٹ لیتی ہے لیکن بالکل جھوٹ ہے ایسی کوئی چیز نہیں لیکن ہاں ایک ایسی چیز ضرور ہے جس کے متعلق ہر ایسا تصور سچا ثابت ہوتا ہے اور وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی قلبی، روحانی اور عملی وسعتیں ہیں۔ تمام دنیا کے بوجھ اللہ تعالیٰ ان پر ڈالتا چلا گیا اور آپ کی توفیق بڑھتی چلی گئی اور آج بھی جو جماعت احمدیہ کی توفیق ہے وہ وہی توفیق ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توفیق تھی اور ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اتنی عظیم توفیق کو چھوٹا سمجھ لینا یہ بہت بڑی بیوقوفی ہے اور میرا تجربہ ہے بالکل ایسے لوگ جو معمولی حیثیتوں کے لوگ ہوں اور بظاہر ان سے کوئی توقعات نہ ہوں جب وہ خدا کا نام لے کر خدا پر توکل کرتے ہوئے عظیم کاموں پر ہاتھ ڈالتے ہیں تو وہ عظیم کام ان کے لئے آسان ہونے لگ جاتے ہیں۔

پس ہر مبلغ کو، ہر امیر کو اور ہر کارکن کو خواہ وہ عہدیدار ہو یا نہ ہو اس توفیق کو پیش نظر رکھ کر کام کرنا ہوگا۔ اس کو اپنی عظمت کا احساس چاہئے ورنہ اس کی توفیقیں ضائع چلی جائیں گی۔ بعض ایسے مبلغ ہیں جو میں نے دیکھا ہے جن کو جب کوئی کام کہا جائے تو اپنا بنا لیتے ہیں۔ میری فکر ان کی فکر ہو جاتی ہے۔ وہ ایسے مبلغ ہیں جن کے لئے بے اختیار دل سے دعائیں نکلتی ہیں اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کے کاموں میں برکت بھی بہت ڈالتا ہے اور وہ کوئی چیز بھولتے نہیں ہیں۔ اصل کام کرنے کا طریق یہ ہے کہ جب آپ ایک پیغام سنیں تو اس پیغام کو اپنی فکر بنالیں۔ یہ طریق ہم نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ہی سیکھا ہے۔ اس حد تک آپ اگر فکروں کا لفظ خدا کے لئے بولا جا سکتا ہے تو خدا کی فکروں کو اپنی فکریں بنا لیتے تھے کہ خدا کو یہ فکر ہو جاتی تھی کہ محمد رسول اللہ ﷺ اس فکر میں اتنے کیوں غلطاں ہوگئے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۴﴾ (الشعراء:۴) میں یہی تو پیغام ہے۔ خدا نے ایک کام سپرد کیا وہ ایسا اپنے دل کو لگا لیا کہ اس پیغام میں گھلنے لگے، دن رات اس غم میں اپنے نفس کو ہلاک کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے کہا تو تھا کہ یہ کام کر لیکن اتنا تو نہ کر کہ اپنے نفس کو خطرے میں ڈال لے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کیا تو اپنے نفس کو ہلاک کر لے گا۔ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ بعینہ وہی بات ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ یہ بوجھ ڈالا گیا کہ ساری دنیا کو مومن بنانا ہے اور اس قدر دل کو لگا لیا، چمٹا لیا اپنی ذات سے، اپنے وجود کا حصہ بنا لیا اس فکر کو کہ جب دیکھتے تھے کہ انکار کرتے ہیں

تو اس غم میں گھلنے لگ جاتے تھے کہ میں تو اپنی طاقت کے مطابق جتنا مجھے کرنا چاہئے تھا نہیں کر رہا یہ احساس پیدا ہوتا تھا اور خدا بتا تا تھا کہ کر رہا ہے تو۔ تو اپنی حد استطاعت تک پہنچ چکا ہے ہرگز فکر نہ کر۔

یہ ہے رنگ کام کرنے کے اس طرح اگر جماعت کام کرے تو آج جو ہماری توفیق ہے یہ اس سے بہت زیادہ بڑھ جائے گی اور بہت زیادہ پھیل جائے گی اور آپ کی توفیق کی وسعتوں کے لحاظ سے آپ کو وسعتیں عطا ہونی ہیں۔ آپ کی ہمتوں کی بلندی کے لحاظ سے آپ کو سربلندی نصیب ہونی ہے اس لئے اس سال اپنی توفیق کو بڑھانے کے پروگرام بنائیں۔ ہرگز یہ وہم نہ کریں کہ آپ چھوٹے ہیں تھوڑے ہیں کام بہت زیادہ ہے۔ آپ کاموں پر ہاتھ ڈلیں اور کام آسان ہوتے چلے جائیں گے۔ نئی نئی راہیں کھلتی چلی جائیں گی، نئی ہمتیں آپ کو عطا ہوتی چلی جائیں گی۔

یہ جو میں نے ایک دفعہ اعلان کیا تھا کہ مختلف ممالک کے لوگ آپ کے ہاں بستے ہیں ان تک پہنچنے کا انتظام کریں۔ اب تک میں نہیں جانتا کہ کن کن ممالک میں سنجیدگی سے یہ کوششیں کی گئی ہیں مگر ایک ایسے مبلغ ہیں جن کے متعلق میں جانتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے وہ ہمیشہ میری فکر کو اپنی فکر بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ امام کمال یوسف صاحب ہیں۔ بعض ایسی باتیں ہیں جو بعض دفعہ میں بھول بھی چکا ہوتا ہوں اور جب ان کی رپورٹ آتی ہے تب مجھے یاد آتا ہے کہ ہاں میں نے چار سال پہلے یہ بات کی تھی لیکن اس شخص نے بھلائی نہیں۔ اس طرح سارے مبلغوں کو کام کرنا چاہئے۔ اس میں رقابت کی بات نہیں ہے۔ جس مبلغ کی جو خوبی ہے اللہ کے فضل سے میری اس پر نظر رہتی ہے اور میں اس کا احسان مندر ہتا ہوں، اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ میں مقابلے کی خاطر نہیں آپ کو بتا رہا، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ ایک ایسی خوبی ہے جو بہت ہی زیادہ مجھے پیاری ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ خدا کو بھی بہت پیاری ہے کیونکہ یہ خوبی سب سے زیادہ محمد رسول اللہ ﷺ میں موجود تھی۔ اس لئے ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کی اس خوبی پر محبت اور پیار سے نظر نہ پڑتی ہو۔ آپ سب اس خوبی کو اپنائیں۔ جو فکریں آپ کو جماعت احمدیہ کے امام کی طرف سے جو بھی ہوں، ملتی ہیں۔ ان فکروں کو اپنی بنالیا کریں، ان فکروں میں غلطاں رہا کریں یہ سوچا کریں کہ کس طرح ہم نے ان باتوں کو پورا کرنا ہے۔ پھر دیکھیں کہ کتنی آپ کو عظمتیں نصیب ہوں گی، کتنی برکتیں ملیں گی اور کس تیزی کے ساتھ جماعت ہر سمت میں ہر جہت میں پھیلتی چلی جائے گی۔ انہوں نے ابھی حال ہی میں مجھے ایک تفصیلی

رپورٹ اس بات کی بھجوائی یعنی کمال یوسف صاحب نے آجکل کیونکہ سویڈن میں چونکہ وہ مقرر ہیں کہ سویڈن میں دنیا کی مختلف قومیتیں کتنی کتنی آباد ہیں اور اس کو پڑھ کر میں حیران ہو گیا۔ مجھے بھی نہیں اندازہ تھا کہ چھوٹے سے ملک میں جو عموماً غیر ملکیوں کو پناہ دینے کی پالیسی کو پسند نہیں کرتا۔ سوائے چند یورپین ممالک کے عموماً سویڈن کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ غیر ملکی یہاں نہ بس سکیں لیکن وہاں بھی اس کثرت سے دوسری قومیں آباد ہیں مختلف عرب ممالک کے نمائندے، افریقن ممالک کے نمائندے، مشرقی یورپ کے نمائندے، مشرق بعید کے نمائندے، بعض سینکڑوں میں، بعض ہزاروں میں، بعض لاکھوں میں موجود ہیں۔ پاکستان کے لوگ ہیں، افغانستان کے لوگ ہیں۔ اب اس پر مجھے خیال آیا کہ جب ہم نے مطالبے کئے تھے کہ آپ بتائیں آپ کو مختلف زبانوں میں کتنا کتنا لٹریچر چاہئے؟ تو جو جواب آیا اسی سے اندازہ ہو گیا کہ کتنی ہمت ہے۔ وہ زبان جوان کے ملک میں بولی جاتی ہے بعض نے اس کے متعلق بھی اتنا چھوٹا مطالبہ کیا کہ حیران رہ گیا میں۔ میں نے کہا آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ ہم کہتے ہیں آپ زیادہ مانگیں اور آپ تھوڑا سا مانگ کر ہمت ہار بیٹھے ہیں صرف اس لئے کہ کام کرنا پڑے گا۔ اب ہندوستان کے لئے پانچ ہزار کا مطالبہ کوئی بات ہے؟ یعنی اسّی کروڑ کی آبادی شائد اس سے بھی زیادہ ہو گئی ہو۔ اتنا عظیم الشان ملک اور وہاں مطالبہ یہ آ رہا ہے جی آپ فلاں زبان ہمیں پانچ ہزار بھیج دیں اور فلاں زبان پانچ ہزار بھیج دیں اور فلاں دو ہزار بھیج دیں ہمارا گزارہ چل جائے گا۔ جس طرح غریب کہتا ہے چلو ایک روٹی کا سوال ہے بھوکے ہی سہی چلو گزارہ ہی کرنا ہے۔ تو گزارہ کیسا چلے گا؟ پیغام خدا تعالیٰ نے جو پہنچایا ہے وہ تو اسّی کروڑ کو پہنچا دیا اور طلب پیدا کر دی اسّی کروڑ کے دل میں اور آپ کی ہمت یہ ہے کہ دو ہزار، چار ہزار، پانچ ہزار دے دیں ہمارا کام چل جائے گا۔ کیسے چلے گا کام؟ ہمت بڑھائیں، تقسیم کریں گے تو اور طاقت ہو گی پھر اور تقسیم کریں گے اور طاقت نصیب ہو گی۔ یہ وقت ایسا ہے کہ جہاں کروڑوں کی تعداد میں ہمیں اپنے لٹریچر کو غیروں تک پہنچا دینا چاہئے۔ تو طلب پیدا ہو گی تو اس طلب کی پیاس بجھانی چاہئے اور بڑی سعید روحیں ہیں جو صرف پیغام نہ پہنچنے کے نتیجے میں اندھیروں میں بھٹک رہی ہیں۔ بڑا ہی سیراب کن پیغام ہے، پیاسیں بجھانے والا پیغام ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا پیغام ہے۔ اسے مسیح موعودؑ کی زبان سے آج ہم دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

پس بہت بڑے کام پڑے ہوئے ہیں اپنے اپنے ملکوں میں جائزے لیں اگر انگلستان کی جماعت انگلستان ہی کا جائزہ لے لے کہ یہاں کتنے لوگ موجود ہیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ ہم نے جو کہا ہمیں صرف چار نمونے بھیج دیں چینی ترجمے کے اور آٹھ بھجوا دیں آپ جاپانی ترجمے کے ہمارا کام ہو جائے گا۔ کام کیسے ہو جائے گا؟ لاکھوں ہیں ایسے لوگ یہاں جو چینی زبان کے جاننے والے، جاپانی زبان جاننے والے، دوسری زبانوں والے موجود ہیں اگر ان سے آپ رابطے پیدا کرنے شروع کریں، ان کو معزز مہمانوں کے طور پر اپنی نمائشوں میں بلانا شروع کریں، ان کی ایک فہرست تو بنائیں کم سے کم۔ پھر ان کی لیڈر شپ کیا ہے، کہاں رہتی ہے؟ ان کے دفاتر کہاں ہیں؟ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انگلستان میں اس کثرت کے ساتھ غیر قومیں موجود ہیں اور غیر قوموں کے بڑے بڑے لیڈرز موجود ہیں۔ ان کے ایسے مراکز ہیں جو عالمی مراکز بنے ہوئے ہیں اور لنڈن میں ہیں۔ ان سے آپ رابطے پیدا کریں تو پھر آپ کو پتا چلے گا کہ کتنی کھلی سرزمین ہے خدا تعالیٰ کی، کتنے کام کے نئے نئے رستے ہیں جو آپ کے سامنے کھڑے آپ کے منتظر ہیں قدم بڑھانے کی دیر ہے۔ کام کرنے والے خدا عطا فرماتا ہے آپ خود کام کرنے والے بننا شروع ہو جائیں پھر دیکھیں کس طرح آپ کے دائیں بائیں کام کرنے والے نصیب ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ میں نے تو یہی دیکھا ہے اللہ کا سلوک۔ کوئی کام پکڑ لو کوئی اس کام کے واقف نہ بھی ہوں آپ شروع کر دیں پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت کی آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کوئی دائیں سے کوئی بائیں سے کوئی کسی ملک سے کوئی کسی ملک سے اور ہمیشہ خدا تعالیٰ سلطان نصیر عطا فرماتا چلا جاتا ہے اور اپنی توفیق کو محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں کی توفیق کے طور پر پیش کریں پھر دیکھیں آپ کہ خدا تعالیٰ اس توفیق کو کتنا بڑھائے گا اور اس کو کتنی برکتیں دے گا۔

پس نمائش کے کام ہیں اور نمائش کے علاوہ تقسیم لٹریچر کے کام ہیں جن میں بہت خلا باقی ہیں ابھی، بہت سی محنتیں کرنے والی ہیں اور جہاں تک لٹریچر کی سپلائی کا تعلق ہے ہم نے تمام اصل پلیٹیں وغیرہ ہر زبان کے لٹریچر کی محفوظ رکھی ہوئی ہیں اور منتظر بیٹھے ہیں۔ کسی ملک سے ختم ہونے کی اطلاع ملے یا قریب الاختتام ہونے کی اطلاع ملے انشاء اللہ نیا لٹریچر چھپ جائے گا بلکہ بعض جگہ ہم پلیٹیں بھجوا دیں گے بعض جگہ کیمرہ ریڈی کاپیز بھجوا دیں گے۔ اگر زیادہ ضرورت ہے تو تم خود چھاپتے چلے جاؤ

اور اللہ کے فضل سے اس کے لئے روپیہ بھی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا چلا جائے گا۔

تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس پہلو سے اس صدی کو منانے کے لئے اب اس نئی ہمت، نئے عزم، نئے توکل الی اللہ اور نئی دعاؤں کے ساتھ کام کے منصوبے بنائیں اور پھر ان پر عمل درآمد شروع کر دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس ایک سال کے اندر اتنا پیغام ہم نے دنیا میں پہنچانا ہے کہ گزشتہ سو سال میں اتنا پیغام نہیں پہنچایا گیا ہو اور بعض صورتوں میں اتنا پیغام پہنچانا ہے کہ گزشتہ چودہ سو سال میں بھی نہیں پیغام پہنچایا گیا ہو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ زبانیں جن میں ہم نے حضرت رسول اکرم ﷺ کے کلام کے ترجمے کئے ہیں اس سے پہلے ان کا تیسرا حصہ بھی ترجمہ نہیں ہوا اور بھاری آبادیاں ہیں دنیا کی جو کلام محمد مصطفیٰ ﷺ سے ناآشنا ہیں۔ قرآن کریم اس کی نسبت کئی گنا زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے لیکن آج بھی غیر قوموں میں قرآن کریم کی اشاعت کا کام اتنا تشنہ ہے، اتنے خلا ہیں اس میں کہ جب نظر پڑتی ہے کہ کس طرح عیسائیوں نے بائبل کو دنیا میں پہنچایا ہے تو شرم سے انسان غرق ہو جاتا ہے۔ انسانی وجود کا، غیرت اسلامی کے وجود کا انگ انگ دکھنے لگتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے پیغام کو بگڑنے دیا اور توحید کو شرک میں تبدیل کر دیا ان کو تو اتنی محبت ہے اس بگڑے ہوئے پیغام سے بھی کہ آج دنیا کی تقریباً نو سو زبانوں میں وہ بائبل مکمل یا اس کے ایک حصے کا ترجمہ کر کے پیش کر چکے ہیں اور ہم ہیں جو ایک سو بیس کی باتیں کر رہے ہیں اور اللہ کا فضل ہے اس کا شکر ادا کرتے ہیں لیکن گزشتہ چودہ سو سال میں ایک سو بیس تو چھوڑیں بمشکل ساٹھ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم دنیا کے سامنے پیش کئے گئے اور وہ بھی بدقسمتی سے بعض زبانوں میں تو غیر معمولی شان کے ساتھ اور کثرت کے ساتھ اس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت سی ایسی زبانیں ہیں ان میں سے جن میں ایک دفعہ ترجمہ شائع ہوا پھر نظر سے غائب ہو گیا اور کسی نے مڑ کے یہ نہیں دیکھا کہ وہ ترجمہ اس لائق بھی ہے کہ قرآن کریم کا پیغام صحیح معنوں میں دنیا کو پہنچا سکتا ہے۔ آج ایسے تراجم تو ہیں جو روسی زبان میں مثلاً جو گزشتہ صدی میں یا اس سے پہلے کئے گئے یا چند سال پہلے بھی کئے گئے تو گزشتہ صدی کی زبان میں کئے گئے۔ اس مولویانہ ذہنیت کے ساتھ کئے گئے کہ ترجمہ اس طرح کرو کہ پڑھنے والے کے پلے کچھ نہ پڑے اور تم یہ کہہ سکو کہ ہم نے عربی کی لفظاً لفظاً تقلید کی ہے جہاں نقطہ تھا وہاں نقطہ ڈال دیا ہے جہاں حرف تھا وہاں حرف ڈال دیا اور یہ ہم نے ترجمے کا حق ادا کر دیا ہے۔ قرآن کریم تو ایک پیغام

اور ایک عظیم الشان پیغام ہے۔فصاحت و بلاغت کا مرقع اور سرتاج کلام ہے۔ایسے کلام کو اس طرح پیش کرنا کہ پڑھنے والا الجھن محسوس کرے ذہنی اور دل پہ بوجھ محسوس کرے اور سمجھ نہ آئے کہ مجھے کیا کہا جا رہا ہے؟ یہ قرآن کریم سے وفا نہیں اس سے بڑی بے وفائی ہے۔جو تر جمے ہم پیش کر رہے ہیں ان میں کوشش یہی ہے کہ کامل وفاداری کے ساتھ کامل قرآن کریم کا ترجمہ بہترین زبان میں پیش کیا جائے لیکن میں جانتا ہوں اس میں بہت سے نقص ہوں گے ابھی۔ہم اس بات سے غافل نہیں ہیں جو ترجمے شائع ہو رہے ہیں ان پر نظر ثانی کا کام، نظر ثالث کا کام، نظر چہارم کا کام ہوتا چلا جا رہا ہے ساتھ ساتھ اور کئی نقص نظر آتے ہیں جن کو ہم دور کرتے چلے جائیں گے انشاءاللہ تو ایک یہ جاری کام ہے۔کبھی بھی دنیا میں کوئی انسان قرآن کریم کا کوئی ایسا ترجمہ پیش نہیں کر سکتا جسے وہ مکمل اور کامل اور بہترین ترجمے کے طور پر پیش کر سکے۔کیونکہ قرآن کریم تو ایک ایسی کتاب ہے جس کا کامل ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا نہ ممکن ہے۔عربی کو خدا تعالیٰ نے بنایا ہی اس لئے تھا کہ اس میں کلام مجید نازل ہوگا اور اس نقطہ نگاہ سے اس کلام کو سنبھالنے اور اس کا ظرف بننے کا حق صرف عربی زبان کو ہے۔مگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے انشاءاللہ تعالیٰ ہم کوشش کرتے چلے جائیں گے اور موجودہ تراجم بھی خدا کے فضل سے اس پہلو سے گزشتہ اکثر تراجم سے بہت ہی بہتر ہیں۔

تو یہ سارے کام ہم نے دنیا میں کرنے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔ان کے لئے بڑی ہمت درکار ہے۔ابھی اس کام کو آگے دنیا میں پہنچانے والا کام جو ہے یہ فکرمندی کا کام ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ جماعت اس سال اتنا پیغام پہنچا دے گی دنیا کو کہ کونے کونے میں توحید گونجنے لگے گی اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کے گیت گائے جانے لگیں گے اور دنیا کو معلوم ہوگا کہ وہ کیا تھا جس سے وہ محروم رہے ہیں۔کون سی سعادتیں تھیں جو اب تک ان کے نصیب میں نہیں آئی تھیں۔بہت سی زمینیں ہیں جو فتح ہونے والی ہیں اسلام کے لئے۔آج تک بعض ایسے مذاہب ہیں جو اکیلے مسلمانوں سے زیادہ تعداد میں ملتے ہیں۔اس لئے اس کام کے انجام کا تو سوال ہی نہیں آغاز کے بھی ابتدائی پہلو ہیں، ابتدائی قدم ہیں جو ہم نے اٹھائے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے کہ ان کاموں کے تمام حق ادا کریں اور اس طرح ادا کریں حق کہ اللہ تعالیٰ کی پیار کی نگاہیں ہم پر پڑنے لگیں۔